نظام معیشت قرآن وسنت کے تناظر میں

ISLAMIC ECONOMY IN THE CONTEXT OF THE QURAN AND THE SUNNAH

*حافظ محمد ذیشان احمد

ABSTRACT

Modernism is called development and this is also true as scientific discoveries continue to unfold. There is a revolution in all walks of life. From travel resources to the media. The land is thawing its treasures; Pakistan has abundant grains, vegetables and fruits till they are stocked. But despite the abundance of commodities, the Pakistani economy is suffering and is moving from bad to worse. On the contrary, it would not be wrong to say that the condition of the Pakistani economy is something like this!

Concerned about the world economy in the present era.

Key words: Pakistani Economy, Media, Worse, Scientific, Discoveries

علم معاشیات کی تعریف ہر ماہرینِ معاشیات نے اپنے اپنے نظریہ کے لحاظ سے کی ہے جس کی وجہ سے علم معاشیات کی کئی تعریف کی گئی۔

*۔ریسرچ اسکالر، شعبہ قرآن وسنہ، جامعہ کراچی

"معاشیات کو انگریزی میں "اکنامکس"(Economics) کہتے ہیں۔ یہ لفظ قدیم یونانی زبان کے ایک لفظ "آئی کونوموس" سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس زمانے میں اس کا مطلب تھا "گھر بار کا ضابطہ" یعنی وہ طریقہ کار جس کے تحت ایک گھرانے کے افراد پیداواری خدمات سرانجام دے کر آمدنی حاصل کرتے ہیں اور اس کی بدولت اشیاء وخدمات خرید کر اپنی روز مرہ کی ضروریات کو پوری کرتے ہیں۔ بعد میں اس لفظ کا اطلاق "ریاست" پر کیا گیا، یعنی اس سے مراد یہ لی گئی کہ ایک ریاست میں رہنے والے لوگ اپنی معاشی زندگی کس طرح بسر کرتے ہیں۔ اور اپنی خواہشات کی تسکین کیلئے کیا اقدامات کرتے ہیں۔ چونکہ اس زمانے میں ریاست کو پولس(Polis) کہا جاتا تھا۔ اس لئے ریاست کی معیشت کے علم کا نام پولیٹکل اکانومی رکھ دیا گیا اور رفتہ رفتہ اس کا نام تبدیل ہوتا گیا اور آج کل اسے پوری دنیا میں "اکنامکس" یعنی معاشیات کہہ کر پکارا جاتا ہے۔[۱]

آدم استمھ علم معاشیات کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

"علم معاشیات دولت کے مطالعے کا علم ہے"[۲]

جبکہ پروفیسر الفریڈ مارشل نے علم معاشیات کی تعریف یوں بیان کیا ہے:

"علم معاشیات ایک جانب تو دولت کا مطالعہ کرتا ہے لیکن اس کا دوسرا اور اہم پہلو انسانی زندگی کا مطالعہ ہے۔ لہٰذا علم معاشیات دولت کا علم نہیں بلکہ انسانی فلاح کا علم ہے"[۳]

یعنی علم معاشیات میں انسان کے اس طرز عمل کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو وہ محدود ذرائع کی مدد سے لا محدود خواہشات کو پورا کرنے کے لیے اختیار کرتا ہے، معاشیات کو انگریزی میں اکنامس کہتے ہیں، عرب میں اس کا ترجمہ ’’اقتصاد‘‘ سے کیا جاتا ہے اور اردو میں اس کے معنی ہیں انسان اپنی ضرورت کو کفایت کے ساتھ پورا کرے۔

معاشی نظام کا مفہوم

معاشیات کا لفظ معاش، تعیش، عیشا سے نکلا ہے۔ اس کا مادہ عیش(ع، ی، ش) ہے۔

پروفیسر عبدالحلیم خواجہ اپنی کتاب "جدید معاشیات" میں معاشی نظام کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس تمام کائنات کادار و مدار ایک ایسے نظام پر مشتمل ہے کہ اگر وہ نہ ہو تو کوئی چیز اپنی درست جگہ پر کام کرتی ہوئی نظر نہ آئے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بنائے ہوئی مخلوق میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی اس دنیا کو ایک منظم اور مکمل طریقے سے چلا رہے ہیں۔ دن اور رات کا وقت پر آنا جانا، موسموں کی تبدیلی غرض دنیا کی تمام مادی اور غیر مادی اشیاء پر اللہ تعالیٰ کو مکمل کنڑول حاصل ہے اور سب کام ایک مکمل نظام کی صورت میں ہو رہے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی چیز کو چلانے کیلئے مکمل ضابطہ اور نظام کی ضرورت ہے" (۴)

اسلام اللہ تعالی کا مقرر کردہ اور پسندیدہ فرمودہ نظام حیات ہے، تمام انبیاء علیہم السلام اس کی دعوت دیتے رہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ (۵)

" دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے"

اِسلام کا معاشی نظم و ضبط اسلامی معاشرے کی ایک اہم کڑی ہے۔ سب سے پہلی بات جو اسلامی معیشت کے حوالے سے یاد رکھنا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ اسلام در حقیقت ایک معاشی نظام نہیں بلکہ اسلام ایک مکمل نظام زندگی فراہم کرتا ہے جس میں معاشی نظام بھی شامل ہے جبکہ دیگر مذاہب میں سے کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جس میں زندگی گزارنے کیلئے تمام شعبہ ہائے زندگی کے بارے میں رہنمائی فراہم کی گئی ہو یہ اسلام کا ہی خاصہ ہے جس کی وجہ سے آج بھی وہ ممالک (امریکہ، کنیڈا، جاپان، برطانیہ وغیرہ) جنہوں نے اگرچہ اسلام قبول نہیں کیا لیکن اُنہوں نے نظام زندگی کو بہتر انداز سے گزارنے کیلئے مذہب اسلام کی طرف رجوع کیا جس کی وجہ سے آج وہ غیر مسلم ہونے کے باوجود ترقی کے راستے پر گامزن ہے اور ہم مسلم ہو کر بھی اسلامی اصول کو چھوڑنے کی وجہ سے زبوحالی کا شکار ہے۔

قرآن مجید میں کسب معاش کے بارے فرمان الٰہی ہے:

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ۔ (۶)

"جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو"

تفسیر القرآن میں علامہ عبدالسلام بھٹوی فرماتے ہیں کہ:

"جمعہ کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو، تو کیا نماز کے بعد مسجد سے نکلنا ضروری ہے اور کیا کاروبار بھی ضروری ہے یا گھر میں آرام بھی کیا جاسکتا ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ اصل یہی ہے کہ جس کام کا حکم دیا جائے وہ فرض ہوتا ہے، مگر قرینہ موجود ہو تو امر استحباب کے لیے بھی ہوتا ہے اور بیان جواز کے لیے بھی۔ یہاں اذان کے بعد بیع سے منع فرمایا تھا، اب اس ممانعت کی حد بیان فرمادی کہ یہ ممانعت نماز پوری ہونے تک ہے، اس کے بعد بیع کی اجازت ہے اور تمہیں اختیار ہے کہ مسجد سے نکل کر کاروبار میں مصروف ہو جاؤ، لیکن اگر کوئی مسجد میں رہے یا گھر چلا جائے، کاروبار نہ کرے تو مضائقہ نہیں۔ (۷)

اللہ کا فضل تلاش کرنے سے مراد قرآنِ کریم کی اصطلاح میں تجارت وغیرہ کے ذریعے روزگار حاصل کرنے کو کہا جاتا ہے، لہٰذا مطلب یہ ہے کہ خرید وفروخت پر جو پابندی اذان کے بعد عائد ہوئی تھی، جمعہ کی نماز ختم ہونے کے بعد وہ اٹھ جاتی ہے اور خرید وفروخت جائز ہو جاتی ہے۔

"رسالت مآب ﷺ نے اللہ کا یہ فرمان سناتے ہوئے بحیثیت دہندہ نظام معیشت اس باطل نظریہ کو ختم کر دیا کہ مذہب کا تعلق معاشی زندگی سے نہیں قرآن پاک میں متعدد مقامات پر معاش کو "فضل اللہ" فرمایا گیا اور انسان کے ذہن میں اس بات کو پختہ کر دیا کہ یہ سب کچھ اللہ کی عنایت ہے جس نے تمہیں زمین پر رہنے کی جگہ دی اور تمہارے لئے سامان معاشی پیدا فرمایا"(۸)

قرآن پاک میں یہ لفظ مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

نحن قسمنا بينهم معيشتهم في الحيوٰة الدنيا. (۹)

"دنیاوی زندگی میں ان کی روزی ہم نے تقسیم کر دی ہے"

دوسری جگہ فرمایا:

معيشة ضنكا۔ (۱۰)

"ترجمہ: زندگی کا جینا"

تیسری جگہ فرمایا:

وکم اھلکنا من قریۃ مبطرت معیشتھا۔ (۱۱)

''اور کتنی ہی بستیاں ایسی ہیں جن کے وسائل زندگی کو ہم تباہ کر چکے ہیں''

چوتھی جگہ فرمایا:

وجعلنا لکم فیھا معایش۔ (۱۲)

''اور ہم نے اس میں تمہارے لیے سامان زندگی پیدا کر دیا''

اور پانچویں جگہ اہل جنت کے لیے فرمایا:

فھوفی عیشۃ راضیۃ۔ (۱۳)

''اور وہ تو خاطر خواہ آرام میں ہوگا''

مندرجہ بالا آیات میں یہ لفظ جینے، سامانِ زندگی اور زندگی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے گویا یہ لفظ قرآن میں دولت نہیں بلکہ وسائل زندگی کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

ریاست مدینہ سے پہلے معیشت کا نظام

آپ ﷺ کی بعثت اس زمانے میں ہوئی کہ جب جاہلیت کی طبقاتی تقسیم نے معاشی جدوجہد کو بے حد متاثر کیا ہوا تھا۔ لوٹ کھسوٹ اور بدنظمی، معاشی زندگی کی خصوصیت بن گئی تھی۔ سرمایہ دار طبقہ نے عوام پر سود جیسی لعنت مسلط کر رکھی تھی جس سے غریب کا خون نچڑ رہا تھا۔ معاشرتی برائیاں شراب اور جوئے نے معاشی جدوجہد کو مفلوج کر دیا تھا۔ ذرائع آمدنی پر مخصوص لوگوں کا قبضہ تھا۔ مفاد پرستی کے اِس دور میں رحمتہ للعالمین کا حصولِ معاش کے لیے کردار بہت مختلف اور منفرد تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے ذرائع معاش

آپ ﷺ نے حلال اور باعزت ذریعۂ معاش اختیار کرکے اپنی اُمت کو یہ تعلیم دی کہ وہ حلال اور باعزت ذریعۂ معاش اپنا کر ہی اپنی اور زیر کفالت اَفراد کی معاشی ضروریات کو پورا کرے۔ منصبِ نبوت پر سرفراز ہونے سے قبل گلہ بانی اور کچھ عرصہ بعد تک آپ نے تجارت کو ذریعۂ معاش بنایا۔ اس سلسلہ میں آپ نے متعدد تجارتی اَسفار بھی فرمائے۔

جب اُمّ المومنین خدیجہ الکبریٰؓ آپ ﷺ کے عقد میں آئیں تو اُن کی تمام تر دولت اور تجارت بھی آپ کے پاس آئی اور یوں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے معاشی تفکرات کو کم کر دیا اور آپ ﷺ دل جمعی کے ساتھ دعوت میں مگن رہے۔

مؤاخاۃ مدینہ کے معاشی اثرات

جب مسلمان دین حق کی خاطر مکہ سے مدینہ کی طرف آکر آباد ہونے لگے تو مہاجرین کا پیشہ تجارت اور مدینہ کے لوگ زراعت کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو سب سے بڑا چیلنج مہاجرین کی آبادکاری تھا کیونکہ مدینہ کے مسلمانوں کی اقتصادی حالت اتنی مستحکم نہ تھی کہ اس بوجھ کو برداشت کرسکے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلا معاہدہ مہاجرین وانصار کے مابین بھائی چارہ کی صورت میں قائم کیا اور مہاجرین کی آبادکاری کے مسئلے پر قابو پالیا۔ اُس وقت مدینہ کے ذرائع آمدنی میں سب سے اہم زراعت تھی۔ چونکہ اکثر انصار زراعت پیشہ تھے اور مہاجرین تجارت میں مہارت رکھتے تھے اس لئے ان کو زراعت کا تجربہ نہیں تھا لیکن کسی پر بوجھ بھی بننا نہیں چاہتے تھے کیونکہ قناعت پسند تھے۔ اس وجہ سے مہاجرین نے اسی شرط پر زمینیں لیں کہ وہ زمینوں پر انصار کی جگہ کام کریں گے اور ہر سال پیداوار کا نصف انصار کو دیا کریں گے، باقی رکھ لیں گے چنانچہ دونوں فریق باہمی رضامندی سے کھیتوں کے کاشت میں برابر شریک رہے اور دن بھر کی محنت سے اپنی ضروریات پوری کرتے رہے۔

جب خیبر فتح ہوا تو مسلمانوں کے ہاتھوں بڑی غنیمت آئی جس کے بعد مہاجرین نے اپنے انصاری بھائیوں کو زمینیں واپس کردیں۔ حضرت امّ انس رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کھجور کا درخت دیا تھا جو ام یمن رضی اللہ عنہا کے قبضے میں تھا۔ آپ ﷺ نے امّ یمن رضی اللہ عنہا سے لیکر امّ انس رضی اللہ عنہا کو واپس دیا اور امّ یمن رضی اللہ عنہا کو اپنے باغ سے ایک اور درخت دیا۔[۱۴]

صلح حدیبیہ کے معاشی اثرات

سن ۶ ہجری میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو طاقتور دشمن تھے مشرکین مکہ اور یہود خیبر، جن سے بیک وقت نمٹنا آسان نہ تھا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اِن میں سے مشرکین مکہ سے حدیبیہ کے مقام پر صلح کی جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ جب اس صلح کی بدولت مشرکین مکّہ سے جنگ کا خطرہ ٹل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے دوسرے دشمن یہود کو زیر کرکے خیبر فتح کیا۔[۱۵]

معاہدہ حدیبیہ سے قبل مسلمانوں کی معاشی حالت کافی کمزور تھی۔ غزوہ خندق کی کھدائی میں ایک صحابی رسول نے بھوک کی شکایت کی اور پیٹ پر پتھر باندھتے دکھایا جس پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر دو پتھر باندھتے دکھائے۔

عنْ أبي طلحه، قال شكونا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم الجوْع و رفعنا عن بطوننا عن حَجَر حَجَرٍ فرَفَعَ رَسُوْل الله صلى الله عليه وسلم عن حَجَرَيْنِ۔ (۱۶)

معاہدہ حدیبیہ کے بعد خیبر کا علاقہ فتح ہو کر غنائم مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ تو کچھ ہی دنوں میں معیشت کافی بہتر ہوئی اور غربت ختم ہونے لگا۔ جس کی شہادت حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے:

عن ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُمَا، قال ما شَبِعْنَا حَتّٰى فَتَحْنَا الْخَيبَرَ۔ (۱۷)

''کہ غنائم خیبر کے بعد ہی ہم سیر و شکم ہوئے اور بھوک مکمل ختم ہوئی''

عہدِ نبوی ﷺ میں نظام زکوٰۃ کا تصور

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ ذکر کیا ہے جس سے اس کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ زکوٰۃ ہر اُس مسلمان پر فرض ہے جو صاحب نصاب ہو یعنی جس کے پاس سونا، چاندی اور مال تجارت یا اِس کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی کے برابر ہو، تو مسلمان اپنے مال سے ڈھائی فیصد حصہ نکال کر ضرورت مندوں پر صرف کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ دینے کی خوب تاکید اور زکوٰۃ کی عدم ادائیگی پر سخت وعید فرمائی ہے۔

وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔ (۱۸)

''جو لوگ سونا وچاندی جمع کر رکھتے ہیں اور اِسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے ان کیلئے دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے''

یہ اسلام کے معاشی نظام کا مختصر سا تعارف ہے قرآن پاک کی روشنی میں، یہ معاشی نظام کوئی خیالی نظام نہیں ہے، بلکہ یہ ایک عملی نظام ہے، جو اپنی ایک شاندار تاریخ رکھتا ہے۔

ایک زمانے میں یہ نظام اس زمین پر نافذ ہوا، اور اس کی برکت سے زمین امن کا گہوارہ بن گئی اور ستائے ہوئے انسانوں کو یہ محسوس ہوا، کہ گویا آسمان کی جنت زمین پر اتر آئی!

پہلی بار لوگوں کو تجربہ ہوا، کہ آزادی کیا ہوتی ہے؟ محبت کیا ہوتی ہے؟ انسانی عظمت کیا ہوتی ہے؟ خوش حالی اور فارغ البالی کیا ہوتی ہے؟ کیا اس سے پہلے دنیا کے کانوں نے کبھی سنا تھا کہ خلیفہ وقت صبح تڑکے ایک بڑھیا کے گھر جا کر اس کے صحن میں جھاڑو لگا رہا ہے، اور اپنے ہاتھوں سے اس کی اونٹنی دوھ کر خود اپنے ہاتھوں سے اسے دودھ پلا رہا ہے؟

ابو صالح غفاری کا بیان ہے، کہ مدینے میں ایک بوڑھی نابینا خاتون تھیں، حضرت عمرؓ روزرات میں ان کے ہاں جاتے، اور گھر کا جو کچھ کام ہوتا، وہ کر دیا کرتے، پھر کتنی ہی بار ایسا ہوا کہ وہ اس خاتون کے ہاں گئے، تو دیکھا، کسی نے ان سے پہلے ہی آکر گھر کا سارا کام کر دیا، اور چلا گیا، بالآخر ایک روز رات میں وہ گھات میں بیٹھے رہے، کہ دیکھیں کون رات میں ان سے پہلے آکر گھر کا سارا کام کر جاتا ہے؟ اس رات انہیں پتہ چلا، کہ وہ تو حضرت ابو بکرؓ ہیں، رات میں چپکے سے آتے ہیں، پورے گھر کی صفائی کرتے ہیں، اور گھر کا سارا کام سمیٹ کے چپکے سے نکل لیتے ہیں، یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ وہ خلافت کی ذمہ داریاں اٹھائے ہوئے تھے! وہ اس نابینا بڑھیا کی خدمت کرتے رہے، مگر اس بڑھیا پر یہ ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ کون ہیں؟ حضرت عمرؓ کی زبان سے بے ساختہ نکلا: میری جان کی قسم! آپ ہی ہیں وہ![۱۹]

کیا اس سے پہلے آسمان کے تاروں نے کبھی یہ منظر دیکھا تھا، کہ وہ امیر المومنین، جس کے نام سے روم وایران کی سلطنتیں لرزتی تھیں، وہ انسانی آبادیوں میں رات کے وقت تن تنہا گشت لگا رہا ہے، اور جب دور ایک خیمے سے بچوں کے رونے کی آواز سنائی دیتی ہے، اور قریب جانے پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ باہر کا ایک قافلہ ہے، جو رات میں یہاں ٹھہر گیا ہے، اس کے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے نہیں، اور بچے بھوک سے بلک رہے ہیں، تو جیسے اسے کرنٹ لگ جاتا ہے، وہ اسی وقت بھاگا ہوا واپس آتا ہے، رات میں ہی بیت المال کا دروازہ کھلواتا ہے، اور خود اپنی بوڑھی پیٹھ پر آٹے دال کی بوریاں لاد کر اس خیمے تک پہنچاتا ہے، پھر خود منہ سے پھونک پھونک کر آگ دہکاتا ہے، اور جب تک کھانا تیار کرا کے بچوں کو کھلا نہیں لیتا، وہاں سے ہٹتا نہیں ہے! یہ تھے امیر المومنین حضرت عمرؓ بن خطاب![۲۰]

کیا آج کا انسان یہ ماننے کے لیے تیار ہو گا کہ اس زمین پر کبھی ایسے لوگوں نے بھی حکومت کی ہے، جو اس زمین پر چلتے تھے، اور آسمان کی بلندیاں ان کے قدم چومتی تھیں!

یہ سب اسلام کی برکت تھی، اس کے سیاسی نظام اور معاشی نظام کی برکت تھی! آج دنیا کو یہ کیسے باور کرایا جائے کہ اسلام کے سیاسی نظام اور معاشی نظام کی یہ برکتیں ہیں؟ جن ملکوں نے یہ سمجھا اور جانا اُنہوں نے غیر مسلم ہونے کے باوجود اسلامی نظامِ معیشت کے تحت اپنے قوانین مرتب کرتے ہوئے اپنی رعایا کو بنیادی سہولت ان کی دہلیز پر فراہم کر رہے ہیں۔

اختتامیہ

مملکت پاکستان وہ واحد ملک ہے جو ریاستِ مدینہ کے بعد اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا لیکن یہاں کے حکمرانوں نے اسلامی نظام معیشت کو پس پشت ڈال کر سود کے نظام کو رائج کیا جس کی وجہ سے پاکستانی معیشت زبو حالی کا شکار ہے۔ اگر پاکستانی معیشت کو ابتر صورتحال سے نکالنا ہے تو حکمرانوں کو اسلام کے معاشی نظام کو نافذ کرنا ہوگا۔

اسلام کے معاشی نظام کو صحیح طور سے قرآن پاک کی روشنی میں جو سمجھ لیتا ہے، اسے غریبوں، مسکینوں، اور مصیبت زدہ انسانوں کے آنسو پونچھنے میں جو مزہ آتا ہے، اسے کوئی دوسرا کیا جانے!

اللہ تعالی ہمیں اپنے دین اور اپنے قرآن کا سمجھ عطا فرمائے اور ہماری رگوں میں وہ بجلی دوڑا دے جو ہمیں اس نظام کو لے کر آگے بڑھنے کے لیے بے چین کردے۔ آمین

حوالہ جات

۱۔ خواجہ، پروفیسر عبدالحلیم، جدید معاشیات، خواجہ اینڈ خواجہ پبلشنگ ہاؤس، اسلام آباد، ص ۱

۲۔ ایس ایم شاہد، اسلام اور جدید معاشی تصورات اور تحریکیں، مطبع ایور نیو بک پیلس اردو بازار، لاہور، ص ۲۰

۳۔ ایس ایم شاہد، اسلام اور جدید معاشی تصورات اور تحریکیں، مطبع ایور نیو بک پیلس اردو بازار، لاہور، ص ۲۰

۴۔ خواجہ، پروفیسر عبدالحلیم، جدید معاشیات، خواجہ اینڈ خواجہ پبلشنگ ہاؤس، اسلام آباد، ص ۴۱۰

۵۔ القرآن، ۱۹:۳

۶۔ القرآن، ۶۲: ۱۰

۷۔ علامہ عبدالسلام بھٹوی، تفسیر القرآن

۸۔ ڈاکٹر زینت ہارون، اسلام اور اصلاحِ معاشرہ، ناشر، شعبہ قرآن و سنہ، جامعہ کراچی، ص ۱۰۶

۹۔ القرآن، ۴۳: ۳۲

۱۰۔ القرآن، ۲۰:۱۲۴

۱۱۔ القرآن، ۵۸:۲۸

۱۲۔ القرآن، ۱۰:۷

۱۳۔ القرآن، ۱۰۱: ۷

۱۴۔ صحیح مسلم، باب رد المہاجرین الی الانصار۔۔۔، حدیث نمبر: ۱۷۷۱، ج ۳، ص ۱۳۹۱

۱۵۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ص ۲۷۵

۱۶۔ سنن ترمذی، کتاب الزہد، باب معیشۃ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حدیث نمبر ۲۳۷۱، ص ۵۸۵

۱۷۔ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، حدیث نمبر ۴۲۴۲، ص ۱۴۰

۱۸۔ القرآن، ۹: ۳۴

۱۹۔ ابن اثیر۔ الکامل فی التاریخ: ۱۔ ص ۳۹۷

۲۰۔ ابن کثیر۔ البدایہ والنہایہ۔ سیرۃ عمر: ۷۔ ص ۱۵۴